رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم ہ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط وکتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ | ۳۱ - اگست ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۹ شوال ۱۳۳۳ھ | نمبر ۳۰

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمرؓ خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت ابھی علیل ہے احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین +

ترجمۃ القرآن کا عظیم الشان کام اہتمام خاص سے جاری ہے دین حق کی یہ خدمت ظاہر ہے کہ بڑی عرق ریزی و جانفشانی کے علاوہ صرف کثیر بھی چاہتی ہے صیغہ ترقی اسلام میں یہ کام خود حضرت اولوالعزم کے زیر نگرانی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کے پاک ارادوں میں کامیابی اور عزم وہمت میں برکت دے۔ اور تمام کارکناں کی روح القدس سے تائید فرمائے۔ آمین

مباحثہ۔ فیروزپور کے متعلق خبر آئی کہ ملتوی ہو گیا ہے اور ہمارے سب علماء وہاں سے ملوٹ چلے گئے ہیں +

احمدی مساجد کے متعلق جو نوٹ گزشتہ اشاعت میں نکلا حضرت خلیفہ برحق ایدہ اللہ نے خاکسار ایڈیٹر کو ارشاد فرمایا کہ اس سے بیرونجات احباب کو غلطی لگنے کا اندیشہ ہے۔ مبادا لوگوں کو یہ خیال ہو کہ ہر جگہ کی جماعتوں کے لئے صرف کثیر سے پکی مسجدیں تعمیر کرانا ضروری ہے۔ حالانکہ اکی عام طور پر ہرگز ضرورت نہیں ہے کہ اینٹ پتھر چونہ وغیرہ پر بڑی بڑی رقوم خرچ کی جائیں جبکہ دین کی اور بہت سی ضرورتیں اسوقت زیادہ محتاج توجہ ہیں۔ سلسلہ حقہ کی تبلیغ واشاعت سب سے مقدم ہے نماز پڑھنے کے لئے کچی۔ سادہ اور غریبانہ مسجدیں بھی کافی ہو سکتی ہیں۔ اسکے ضمن میں حضور نے مسجد نبویؐ کا حوالہ دیا کہ اسکی کچی دیواریں تھیں اور کھجور کے پتوں سے سایہ کیا ہوا تھا۔ اور فرمایا کہ ہاں اگر کسی جگہ خاص طور پر بطور سیاسی ضرورت کے شاندار مسجد بنانی پڑ جائے تو اور بات ہے اسپر حضرت نے اُن صحابی کی مثال دی جو کفار کے مقابلہ میں بڑی آن بان سے اکڑتے ہوئے نکلے تھے تو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ گو خدا تعالیٰ کو یہ روش پسند نہیں ہے مگر اعداء دین کے بالمقابل اسوقت یہ اکڑ کر چلنا اچھا لگتا ہے۔ (مفہوم بالفاظ راقم)

اخبار احمدیہ

بنگال میں ان دنوں جو سخت سیلاب آیا اور بہت سی جانیں تلف ہوئیں اس کے متعلق مولوی عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ چونکہ آجکل اس طرف احمدیت کا خاص چرچا ہے اس لئے معاندین سلسلہ حقہ یہ کہکر احمدیت کے خلاف بدظنی پھیلا رہے ہیں کہ یہ سیلاب انہی کی وجہ سے آیا ہے۔ لیکن اکثر انصاف پسند غیر احمدی اس بات کو احمدیت کی تصدیق سمجھ رہے ہیں کیونکہ اس سیلاب سے بفضل خدا احمدیوں کو کچھ ضرر نہیں پہنچا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے نیز مولوی صاحب آجکل ایک تبلیغی رسالہ بنگلہ زبان میں تیار کرا رہے ہیں جسکی وہاں بہت ضرورت ہے اسمیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت کے دلائل بیان کئے جائینگے +

چھاونی بکلوہ سے میاں قمرالدین صاحب احمدی تحریر فرماتے ہیں

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

چونڈہ ضلع سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے سکرٹری حکیم الہ دتا صاحب لکھتے ہیں. میں منڈی موٹیشان اہمر دہ میں تبلیغ کے لئے گیا۔ وہاں عیسائیوں سے مقابلہ ہوگیا جس میں خداتعالےٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ ایک عیسائی تعدد ازدواج پر لیکچر دے رہا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا تھا. میں نے اس کا جواب دینا چاہا۔ لیکن اس نے وقت دینے سے انکار کیا۔ آخر کار اسے مجبور کیا گیا۔ اور اس سے حضرت ابراہیم داؤد وسلیمان کے ایک سے زائد نکاح کرنے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو لاجواب ہوگیا۔ اور عیسائیوں کی طرف سے یہ بھی آواز آئی۔ کہ ہم احمدیوں سے مقابلہ نہیں کرتے غرض عیسائیوں نے مقابلہ سے انکار کر دیا تو حکیم صاحب نے دوسری جگہ اپنا لیکچر شروع کر دیا۔ اس وقت عیسائی لوگوں کو یہ کہکر لیکچر سننے سے روکتے رہے. کہ یہ مرزائی ہیں۔ لیکن ناکام رہے۔ اور بفضل خدا تمام لوگ ان کی طرف سے حکیم صاحب کا لیکچر سننے کے لئے آگئے عیسائیوں کو چیلنج بھی دیا گیا۔ کہ مسیح کی الوہیت کے دلائل پیش کرو۔ لیکن ٹال ہی گئے۔ حکیم صاحب کے لیکچر بڑی کامیابی سے ہوئے۔ مسئلہ وفات مسیح اور الوہیت مسیح کو خوب کھول کر بیان کیا گیا۔

امرتسر سے مستری الہ بخش صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ۲۵ اگست کی رات کو میں نے ایک آواز سنی جس کا مفہوم یہ ہے کہ "اب میں دنیا کو عذاب نہیں بلکہ ہلاک کرونگا" اللہ عالم بالصواب۔ خدا تعالےٰ رحم کرے

میدان جنگ سے اخویم مکرم جناب حق نواز صاحب تحریر فرماتے ہیں، تمام احمدی احباب میدان جنگ میں حصہ لینے والے احمدیوں کے لئے دعا فرما دیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں کامیابی کے ساتھ واپس لائے۔

لدھیانہ۔ کے متعلق احمدی احباب میں یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جائیگی۔ کہ وہاں جس مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد الہی کے ماتحت ابتدائی بیعت لی تھی۔ اور جس کا نام "بیعت خانہ" رکھا گیا تھا اس کی مرمت اور تعمیر کی طرف انجمن احمدیہ لدھیانہ نے توجہ کی ہے۔ اور اپنی مرکزی ضروریات کو پورا کرنیکے لئے اس وقت اس کا تعمیر کرنا ضروری سمجھا ہے ہمیں امید ہے۔ کہ شیخ محمد شفیع صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ جنہیں اس تحریک کا فخر حاصل ہے۔ ضرور اس کو مکمل کرینگے یا کم از کم وقتی ضروریات پوری کرنے کے قابل بنا لینگے، اس کے متعلق یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر بیعت خانہ پہلے آثار پر ہی تعمیر کیا جائے یا صرف شکستہ اطراف کو از سر نو بنایا جائے۔ تو بہت مناسب ہوگا۔ تاکہ جہاں بیٹھکر حضرت مسیح موعود ؑ نے بیعت لی تھی۔ وہ مبارک جگہ اپنی اصلی شکل میں قائم رہے۔

تازہ واقعات جنگ کا خلاصہ

زیبرگی کے مقام پر برٹش گولہ باری میں بہت سے جنگی جوان ہلاک ہوئے نوسو زخمی گھنٹہ میں لائے گئے ہیں۔ اور نقصان بھی بڑا بھاری ہوا۔ برسٹ لوڈسک کے قلعہ کو روسیوں کا خالی کر دینا معمولی بات ہے مگر دشمن اس کو کھلی فتح پر بہت جوشیاں منا رہا ہے۔ برلن میں اس کے متعلق اسقدر اظہار شادمانی کیا گیا۔ جیسے کوئی عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئی ہوں۔ **بالٹک** کے علاقہ میں مٹاؤ کے جنوب کی طرف پھر لڑائی کا زور ہوگیا ہے۔ **جرمن** راسلہ سرکاری کا بیان ہے کہ روسی قلعہ اولیٹا کو خالی کر گئے ہیں **کورلینڈ** میں بھی خونریز جنگ جاری ہے۔ "دونسک" میں روسی افواج غنیم کو دبا رہی ہیں۔ **بلوسٹک** میں روسیوں نے جرمنوں کے شدید حملے روک دیئے ہیں اور انکو بڑا بھاری نقصان پہنچایا ہے۔ **مغربی** معرکہ کارزار کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرنچ جمعیت نے اپنے محاذ کو درست کر لیا ہے۔ مورچوں کو کمک پہنچا دی ہے کئی جرمن خندقوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور دشمن کے جوابی حملوں کو پسپا کر دیا ہے۔ **فرنچ** توپخانہ نے کئی جگہ جرمن مورچوں پر آگ برسائی دشمن کی خندقیں اور ذخیرہ گولہ بارود تباہ ہوگیا۔ غنیم کی بارگون پر بھی گولہ باری کی گئی۔ جرمنوں نے طویل سلسلہ کے شیل گولے گرائے **علاقہ** ریگا میں فی الحال کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ فریڈرکسٹاٹ کے جنوب مغرب میں دشمن کو کمک پہنچ گئی ہے اور اس نے جنگی کارروائی شروع

(بقیہ صفحہ ۸)

حضرت عثمان رضؓ کے وقت میں جب لوگ مخالفت کے لئے اٹھے تو آپ نے فرمایا۔ تم خوب یاد رکھو تم یہ فتنہ مت پھیلاؤ۔ اس فتنہ سے تم میں کبھی صلح نہیں ہو گی۔ تم میں کبھی اتفاق نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج تک مسلمانوں میں صلح نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن سلام کا یہ قول سنکر کہ آخری وقت میں فتنہ ہوگا ابن عباس نے کہا تم جماعت کو اختیار کرنا۔ لوگوں نے کہا اگرچہ قاتل ہی ہو انہوں نے کہا ہاں اگرچہ قاتل ہی ہو (ایسے ہی تین بار کہا) لوگ موازنہ کرکے دیکھ لیں کہ کس طرف زیادہ فوائد ہیں۔ تم کہتے ہو بیعت ضروری نہیں لیکن ہم کہتے ہیں اتفاق تو ضروری ہے۔ پس کیوں اس طریق کو اختیار کرتے ہو جو اتفاق سے دور کرنے والا ہے۔ میں کل ہی ذکر کر رہا تھا لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجال من ابناء فارس۔ اس میں رجال کا لفظ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے کہ اگر ایمان معلق بالثریا ہوگا تو ابناء فارس میں سے بعض رجال ایمان کو لائینگے۔ تو اب ضروری ہے کہ ابناء فارس یعنی حضرت کے خاندان سے ہوں اور اگر کسی دوسرے خاندان سے ہوں تو وہ ابنائے فارس سے نہیں کہلا سکتے اور پھر یہ پیشگوئی غلط ہو جاتی ہے۔ رجل من فارس نے بتایا کہ اصل بانی سلسلہ ایک ہی ہے مگر رجال نے بتا دیا کہ اس کے ممد و معاون اور بھی ابناء فارس سے ہونگے۔ غرض میرا کام فساد کو بڑھانا نہیں۔ کسی انسان کے بنانے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ چونکہ اسوقت دنیا میں شرک حد سے بڑھ چکا ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے ایک کمزور انسان کو کھڑا کرکے بتا دیا کہ کسی کام کا کرنا میرے ہاتھ میں ہے۔ جب خدا نے مجھے پکڑ کر کھڑا کر دیا تو میرا اس میں کیا دخل ہے میرے مخالفوں کو علم میں تجربہ میں خدمات میں مجھ سے بڑے ہونے کا دعویٰ ہے مگر خدا نے سب سے کمزور سے کام لیا۔ میں تو اپنی حیثیت کو کچھ نہیں سمجھتا۔ خدا یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں کمزور سے کمزور کو بھی طاقت دیسکتا ہوں خلافت سے پہلے میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میرا ایک ہم جماعت ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ میں تمہارے لیکچر کے خلاف لیکچر دونگا تو میں نے اسے کہا اگر تم میرے خلاف لیکچر دوگے اور مجھ پر جھوٹا الزام بھی لگاؤگے تو تم ہلاک ہو جاؤگے بس یاد رکھو خدا کے کام کو کوئی روک نہیں سکتا۔ خدا تمہیں ان باتوں کی سمجھ دے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۵ء

"نیا آسمان اور نئی زمین"

اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے نبی - مہدیٔ آخر الزمان - احمد مجتبیٰ - بروزِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر عالم کشف میں اپنا پاک ارادہ ظاہر فرمایا کہ "ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں" اُسکی سنتِ قدیمہ ہمیشہ سے یوں جاری ہے کہ

اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ

کُن فیکون" کا یہ مطلب نہیں کہ اُس ترتیب و مقدرت تام و کمال - ایکدم - کتمِ عدم سے معرضِ ظہور میں آجائیں بلکہ ارادہ الٰہی ہونے کے بعد اُسکی تکوین کا سلسلہ قانونِ مقررہ اور عادتِ مستمرہ کے مطابق بتدریج تکمیل کو پہنچنے کے لئے جاری ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کارگاہِ ہستی جسے خدا نے عبث پیدا نہیں کیا عالم اسباب ہے اور تمام کائنات ایک پیچ در پیچ سلسلہ علت و معلول میں مربوط ہیں - کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا بھی معاذ اللہ کسی دستور و آئین کا پابند ہے - نہیں بلکہ اسکے لامحدود اختیار و اقتدار اور حیطۂ تصرفات کی کوئی حدبست یا تعیین نہیں ہو سکتی کوئی اسپر حکمران نہیں وہ جو چاہے کر سکتا ہے "یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید" یہ قدرت کے قوانین تو محض انسان کی رہنمائی و سہولت کے لئے ہیں تاکہ وہ اُنکی مدد سے اپنے کاروبار زندگی با سانی چلا سکے ✢

نئی زمین اور نئے آسمان کے بھی کچھ معنی ہیں - مفہوم ظاہری سے بالاتر - زمین سے مُراد دنیوی معاملات ہیں اور آسمان سے مراد امور دین - پس جبکہ مخلوق کی غلط کاری و غفلت سے دنیا مجسم اندھیر ہو گئی اور

ظَہَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ

کا نقشہ ایک بار پھر اُسی شدّ و مدّ سے کھنچ گیا جیسے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثتِ اولیٰ کے وقت دُنیا دیکھ چکی تھی - کُفر و شرک اور ریاکاری و خدا فراموشی حد کو پہنچ گئی - حتیٰ کہ اُس قوم میں بھی جو کبھی خیر امت اور امت مرحومہ تھی یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایمان ثریا پر چلا گیا اور

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

تو غیرتِ الٰہی جوش میں آئی - اس کی رحمت کا تقاضا یہ ہوا کہ دُنیا کو تاریکی و ہلاکت کے گڑھے سے نکالنے کے سامان پھر اُسی شان اُسی انداز سے کئے جائیں جو "رحمۃ للعٰلمین" کے ظہور پاک نے مقدس سرزمین یثرب و بطحا میں آجسے تیرہ چودہ سو برس قبل مہیا کئے تھے - بلکہ ایک لحاظ سے اُس حبیب خدا کی یہ بعثت ثانیہ پہلے سے بھی زیادہ اہمیت کی شان رکھتی ہے کیونکہ وہ مبارک عہد اتمام نعمت کا تھا اور یہ زمان سعادت اقتران جسے دَورِ آخر کہتے ہیں اور جسکی نسبت خدا کا برگزیدہ ماموُر فرماتا ہے ؎

احمدِ آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جام من است

اس عظیم الشان و جلیل القدر مقصد کے لئے مقرر و مقدر تھا کہ

لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ

کے مطابق تمام ادیان پر اسلام کی حجت تمام ہو اور تکمیل تبلیغ کے ذریعہ جمیع اقوام عالم کو اُس ہادیٔ برحق کی معرفت و متابعت کا موقعہ دیا جائے جو دُنیا کی کل ملتوں کے واسطے ایک اکیلا رہبر صادق نجات دہندہ اور شفیع ہے (صلوٰۃ اللہ علیہ و سلامہ) ✢

چنانچہ جیسا شاندار اُس محبوب ربّ کی دوسری بعثت کا مقصود مدعا تھا اسی کے مناسب حال اسباب بھی خدا نے اِس زمانہ میں پیدا کر دیئے جو چشم عالم نے پیشتر کبھی نہ دیکھے تھے - خدا کی کتاب مجید اور نبی کریمؐ کی احادیث و آثار میں ان تمام عجیب و غریب ترقیات و انقلابات کی تفصیل موجود ہے جو اسوقت ظہور میں آنے تھے اور جنھیں اب ہم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہ وہ عدیم المثال ترقیات وہ وہ تحیر خیز ایجادات وہ وہ انوکھے واقعات جنکی نظیر دُنیا کی تاریخ کسی زمانہ کسی مُلک کسی قوم میں پیش نہیں کر سکتی اس طرح وقوع میں آرہے ہیں کہ گویا ایک طے شدہ حکیمانہ پروگرام کے مطابق اور کسی مدبر بالا رادہ ہستی کی مرضی و مشیت کے ماتحت خاص نظم و ترتیب کے ساتھ ظہور میں لائے جاتے ہیں - اور ہر ترقی اور ہر ایجاد ہر واقعہ زبانِ حال سے یہ کہتا ہے کہ اِس کا ظہور رفتارِ زمانہ کی رَو میں یونہی اندھا دھند نہیں ہو گیا بلکہ مشاہدہ ان سب کو اصولاً ایک ہی غرض معینہ سے وابستہ قرار دیتا ہے - وہ غرض کیا ہے ؟ یہی کہ خلق اللہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو اور خالق کا جلال نمودار - دُنیا نے جو خدا فراموشی و اسباب پرستی میں پڑ کر اُسکی رضا جوئی کی راہوں کو چھوڑ دیا ہے اب وہ اپنے رب کو جانے اور اسکے احکام کو مانے - یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام اقوام عالم کا ایک ہی مذہب ہو جائے کیونکہ یہ اسکی مشیت کے خلاف ہے تاہم موجودہ انقلاب کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا انشاء اللہ کہ دین حق کا بول بالا ہو اور خدا دانی و خدا ترسی کی ایک لہر دُنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک پھر جائے نسل انسانی جو صدہا سال سے اس حقیقت کو یکسر بھلائے بیٹھی تھی کہ اس کا کوئی خالق و مالک ہے حتیٰ کہ ہر قوم میں دینداری و تقویٰ شعاری اور معرفت باریؔ کے مدعی بھی باوجود مختلف متضاد توہمات و رسمیات میں مبتلا ہونے کے اپنی اپنی جگہ پر نجات کے واحد ٹھیکے دار بنے ہوئے تھے - یہ سب جان لیں کہ خدا بھی واقع میں کوئی ہے جو اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھ آج بھی ویسا ہی زندہ خدا ہے جیسا کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کے وقت میں تھا اور اپنی قدرت نمائیوں سے دُنیا کو اپنا چہرہ دکھلاتا تھا اور وہ وہی خدائے واحد ہے جس کا رسول عربیؐ نے ساتویں صدی مسیحی میں پتہ دیا - اور جواب بھی صرف آپؐ ہی کی شریعت کے تابع ہو کر آپؐ کے بروز اتم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں مل سکتا ہے ✢

وہ جو شہزادۂ امن (حضرت مسیح ناصریؑ) کی غلامی نہیں بلکہ بندگی کا دم بھرنے والے تھے وہ جو دُنیا بھر کے قیام امن و عافیت کی گارنٹی دیتے تھے آج آپس کی کٹا چھنی سے خدا کے پاک نوشتوں پر مُہر تصدیق لگا رہے ہیں - وہ جو اسباب پرستی کے انہماک میں حدودِ وہم و گمان سے بھی بڑھ گئے تھے - آج مسبب الاسباب کے آستانہ پر طوعاً او کرہاً ناصیہ فرسائی کر رہے ہیں - وہ جو نبی اُمیؐ کی پاک باتوں کا مضحکہ اُڑاتے تھے آج ان کو سراپا حکمت ماننے پر مجبور ہیں - وہ جو اصول و احکام اسلام کو ناممکن العمل - وحشیانہ اور خدا جانے کیا کیا قرار دیتے تھے آج ان بنی نوع انسان کی تمامتر فلاح و بہبود اُنہی سے وابستہ سمجھنے لگے ہیں - پھر جو لوگ معاملات دُنیا اور امورِ دین میں حقیر و ناچیز شمار ہوتے تھے اور بزرگی و برتری کے نشہ میں مخمور ظاہر پرست انھیں ناکارہ جانکر تمام مہماتِ دارین کے رازدار و معتمد بلکہ ٹھیکیدار اپنی ہی ذات کو سمجھتے تھے آج وہ بڑائی کے بُت سرنگوں گرا دیئے جاتے ہیں اور غیرت خداوندی چھوٹوں اور کس مپرسر مگر اخلاص کیش مسکینوں کو اُنکی جگہ کھڑا کر کے اسی طرح بلکہ

بنیش زیبائش عمدگی۔شان۔اہتمام اور وسعت کے ساتھ اپنے کام چلا کر دکھا دیتی ہے۔وہ جو اپنے مزعومات و مسلمات کو گولر کے بھنگوں یا کنوئیں کے مینڈکوں کیطرح خیال کرتے تھے کہ دین و دنیا سب کچھ یہی ہے آج مسیح موعودؑ کے ظہور پاک کی برکت سے صداقت اسلام کے بیشمار شواہد اور قرآنی حقایق و معارف کے بحر ذخار کو دیکھ دیکھ کر حیران و ششدر رہتے ہیں کہ ابتک ہم کس بھول بھلیاں میں پڑے بھٹکتے رہے یہ تو دنیا ہی دوسری ہے پھر لطف یہ کہ جو کوئی قریۂ کدعہ کے خم کدۂ معرفت سے ایک جام کیا جرعہ بھی پی لیتا ہے وہ ایسا مست الست ہو جاتا ہے کہ گزشتہ فراموشکاری و غفلت کے سارے نقشے ہرن ہو جاتے ہیں۔سنا کرتے تھے کہ بوڑھے طوطے نہیں پڑھا کرتے۔مگر یہاں تو ہم بوڑھے بوڑھوں کو بھی طفل مکتب کیطرح اکتساب علوم دینیہ کی دھن میں مگن پاتے ہیں۔مشہور ہے اور اب بھی ہر جگہ دیکھا جاتا ہے کہ بچپن کی عمر کھیل کود شوخی و شرارت کی باتوں کے واسطے مخصوص ہے۔خدا رسول کی باتوں اور دین و مذہب کے چرچوں سے لڑکے بالوں کو کیا سروکار؟ لیکن دارالامان جہدٹی میں تو اکثر کم سن ہونہاروں کو دیکھا کہ بڑے بوڑھوں کیطرح سنجیدگی و متانت کا جامہ پہنے ہوئے دینداری و پرہیزگاری کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔خدا ترسی و نیک کرداری کے اشغال و خیالات کو ایسا ہی عزیز رکھتے ہیں جیسا کہ سن رسیدہ۔زمانہ دیدہ۔گرم و سرد روزگار چشیدہ لوگوں کا حال ہوتا ہے اسکے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں خدا کا فرستادہ آیا۔اور اس نے لوگوں کو آسمانی پیغام سنایا تو وہ جو امور دین میں بڑے حقایق آگاہ و رمز شناس سمجھے جاتے تھے اور علم دوست کہلانے کا فخر رکھتے تھے اکثر ایسے بددماغ کوردل بلید الطبع اور تنگ خیال ثابت ہوئے کہ اس خدائی دعوت کے رد کرنے میں جہلاء و عوام کو بھی مات کر دیا۔برخلاف اسکے جنھیں نہ اپنی قابلیت پر ناز تھا نہ دینداری کا زعم نہ عقل و دانش فہم و فراست پر غرہ وہ بفضل خدا محض اپنی غریبی سادگی اور تقویٰ شعاری کے سبب قبول حق کی نعمت سے مالا مال ہو گئے۔فالحمد للہ علی احسانہ ٭

صاحبو! اسی قسم کی اور صدہا باتیں ہیں جو بادی النظر میں چنداں اہم یا قابل التفات نہیں معلوم ہوتیں لیکن اگر انسان ذرا چشم بصیرت کھولے اور تدبر سے کام لے تو اسے ضرور ماننا پڑے گا کہ [illegible] نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے متعلق ارادۂ الٰہی کا صاف صاف ظہور ہو رہا ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ ابھی اور کن کن رنگوں میں کب تک ہوتا رہے گا۔بہرحال سعید الفطرۃ لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ایک قیمتی موقعہ دیا ہے کہ خدا سے صلح کر لیں اور دنیا و عقبےٰ دونوں کو سنوار لیں۔ورنہ ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ آفات ارضی و سماوی نے غافل مخلوق کو شش جہت سے کیسا گھیر رکھا ہے۔طرح طرح کے عذاب کیسی ہولناک تباہی لا رہے ہیں۔طاعون۔ہیضہ۔زلازل۔قحط۔گرانی۔بدامنی۔جدال و قتال غرض ایک یا دو چار مصیبتیں تو نہیں جو گنائی جائیں۔یہاں تو دنیا کی کایا ہی ایسی پلٹی ہے کہ سچ مچ زمین آسمان بدل گئے ہیں۔خدا توفیق دے کہ لوگ آسمان کے تیور پہچانیں اور زمین کی داستان درد سے سبق عبرت لیں۔آمین ٭

مقامی جماعتیں متوجہ ہوں

سلسلۂ حقہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہا ہے اور اضافہ تعداد کے ساتھ قومی ضروریات بھی بڑھتی جاتی ہیں پس ہمارے احمدی احباب کا جو دور و نزدیک کے مختلف مقامات میں رہتے ہیں فرض ہے کہ اسوقت اپنی اہم ذمہ واریوں کو خاص طور پر محسوس کریں منجملہ ان ضروری امور کے جو انھیں ہمیشہ ملحوظ رہنے چاہئیں اور جنکا پہلے بھی وقتاً فوقتاً مختلف موقعوں پر ذکر آ چکا ہے۔آج ہم چند باتیں پھر انکے گوش گزار کرتے ہیں امید ہے کہ تمام برادران دینی اسپر توجہ فرمائینگے اور جنکی نظر سے اخبار نہ گزرتا ہو ناظرین کرام انھیں بھی کسی نہ کسی طرح ان سے آگاہ کر دینگے ٭

باجماعت نمازوں اور پیش آمدہ مشکلات و حاجات کے متعلق دعاؤں کا اہتمام از بس لازمی ہے۔جو لوگ نمازوں اور دعاؤں میں سستی اختیار کرتے ہیں انکے اخلاص عقیدت اور دینی اعمال میں فرق آتے آتے آخر نخل ایمان بھی مرجھانے لگتا ہے جہاں اپنی مسجد نہ ہو وہاں اسکا فکر کرنا چاہیئے خواہ کیسی ہی سادہ اور غریبانہ کیوں نہ ہو۔اللہ تعالیٰ شاندار عمارتوں کو نہیں بلکہ دلوں کے اخلاص کو دیکھتا ہے۔ہفتہ وار یا کم از کم ماہوار جلسوں کی بھی سخت ضرورت ہے۔اول تو مومنوں کا مل بیٹھنا یوں بھی مفید و بابرکت ہوتا ہے پھر دینی ضروریات اور قومی معاملات کے متعلق غور و مشورہ اور تبادلۂ خیالات کرتے رہنے سے نظام ملی کو تقویت پہنچتی ہے۔چندوں کی فراہمی میں بعض جگہ سستی و بیقاعدگی دیکھی جاتی ہے اگر تمام مقامی انجمنیں مستعدی و باقاعدگی سے کام لیں اور جماعت کا ہر فرد جو **دین کو دنیا پر مقدم** رکھنے کا عہد کر چکا ہے اپنی ذاتی اغراض سے زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا ہی ضروری سلسلہ کی اغراض کو بھی سمجھے تو صدر انجمن آئے دن مالی مشکلات میں نہ رہے پھر ترقی اسلام کے کام پر ہزارہا روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے اسکے نیک ثمرات بھی دن بدن زیادہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں اس مبارک صیغہ کی مالی امداد کا ہر ایک دوست کو کما حقہ خیال ہونا چاہیئے

تبلیغ حق کسی شخص یا اشخاص کے واسطے مخصوص نہیں ہے۔دعوت الی الخیر کا میدان خدا کے فضل سے مختلف اطراف میں اور خاصکر حدود ملک کے اندر روز بروز وسیع تر ہوتا جاتا ہے پس اگر ہر جگہ تنخواہ دار ہی مبلغ بھیجے جائیں تو شاید ساری جماعت ملکر بھی اس بار کو نہ برداشت کر سکے اور نہ سلسلہ کے مرکز میں اتنی زاید تعداد علماء و مناظرین کی موجود ہے جو اس روز افزوں ضرورت کیلئے مکتفی ہو سکے۔لہذا ہر جگہ کی مقامی جماعت کا فرض ہے کہ اپنے ہاں یہ تعداد مناسب ایسے آدمی تیار کریں جو گرد و نواح کے شہروں قصبوں اور دیہات میں تبلیغ اور مخالفین پر اتمام حجت کے کام کو انجام دے سکیں۔حضرت مسیح موعودؑ کی کتب مقدسہ اور بزرگان دین کی مفید تصانیف و تالیفات موجود ہیں۔دارالامان میں مبلغین کالج خدا کے فضل سے کھلا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سارے ضروری سامان مہیا کر دیئے ہیں اب ان سے فائدہ اٹھانا اور اپنے وجود کو دین حق کے واسطے کارآمد بنانا آپ لوگوں کا کام ہے۔یاد رکھو! جو اسوقت دین کے کام میں سست اور بے پروا ہوگا۔وہ اپنا ہی کچھ کھوئے گا۔خدا کسی کا محتاج نہیں وہ دوسروں سے اپنا کام لے لیگا مگر حسرت ہوگی انکے لئے جو اپنے عہد کو توڑ کر سفلی اغراض کو مقدم کرینگے۔

مرکز کے ساتھ تعلقات کو بڑھانا اور مستحکم کرنا بھی ایک ایسا اہم مقصد ہے جس سے بے اعتنائی کرنیوالے بسا اوقات حبط اعمال کے شکار ہو کر جماعت سے کٹ جاتے ہیں پس سالانہ جلسہ کے علاوہ بیچ میں بھی بقدر مسافت و مقدرت و فرصت کے اکثر قادیان آتے رہنا چاہیئے اور خطوط کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حضور اظہار عقیدت و تحریک دعا تو ہر شخص ہفتہ وار با آسانی کر سکتا ہے بلکہ بعض اس سے بھی جلد جلد۔احمدیت کا نیک نمونہ دکھلانے اور اپنی اصلاح کرنے کی تمام افراد برادری کے واسطے سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی موعودہ تائید و نصرت سے حصہ پائیں خشک منطقیں یا کتابی معلومات کے انبار کچھ چیز نہیں ہیں ٭٭

٭٭ [illegible] ہیں [illegible] اخلاقی [illegible] اپنے فرائض میں مستعدی تھ و حضرت امام اولوالعزم ایدہ اللہ کے کلمات طیبات میں ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر انہی باتوں پر بڑا زور دیا جاتا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک مسیحی دوست کے خط کا جواب

میرے ایک عیسائی دوست مدت سے مجھے خطوط کتابت کے ذریعہ اکثر تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اور اپنی سمجھ کے مطابق عیسائیت کے مسائل سمجھانا چاہتے ہیں۔ مگر افسوس وہ ہمیشہ یہ ہدایت کرتے ہیں۔ کہ پبلک میں ہمارا نام نہ آوے۔ دیانت امانت یہی ہے۔ لہذا ہم اس دیانت اور امانت کو بموجب اصول مقدس اسلام کے ضرور نباہینگے اور بقول حافظ ع

ترک کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست

آپ کو گمنام ہی رکھینگے۔ شاید ایک ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا۔ کہ میں نے انہیں قائل کرنا چاہا تھا۔ کہ تثلیث کی تعلیم بائیبل میں ہرگز نہیں۔ اور خصوصًا عہد عتیق میں تو اس کا قطعًا ذکر تک نہیں ہے۔ میرے عزیز دوست اس کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں۔

حضرت! عہد عتیق میں تثلیث کی تعلیم موجود ہے۔ مگر افسوس آپنے کبھی غور نہیں کیا۔ اگر آپ کم از کم رسالہ در باب تثلیث ہی مطالعہ کر لیتے۔ تو آپکو معلوم ہو جاتا۔ کہ پادری کیلپ صاحب نے صاف لکھا ہے۔ ہم مکرر یہ کہتے ہیں۔ کہ کل قوم یہود خدا کی ذات میں تثلیث فے التوحید اور توحید فی التثلیث کے ہونے کی قائل تھی۔ ان کی جملہ کتب مقدسہ کی تعلیم کا گویا لب لباب اور اصل اصول یہی تھا۔ پرانا عہد نامہ اس تعلیم سے پر اور مالامال ہے صفحہ ۶۳ تا ۶۷ پس میں کیلپ صاحب جیسے محقق کے مقابلہ میں آپ کے قول پر کیسے صاد کر دوں؟

میرے دوست کو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اول وہ خود تحقیق کر لیتے۔ اور پھر جب آپ کی تحقیق ایک حد تک پہنچ جاتی۔ تو اس تحقیق سے مجھے بھی بہرہ اندوز کرتے۔ کیونکہ چراغ روشن کر کے تلے نہیں۔ بلکہ چراغدان کے اوپر رکھتے ہیں۔ تاکہ سب کو جن سے تعلق ہو۔ روشنی دیوے۔ مگر افسوس۔ کہ آپ اندھا دھند ایک پادری صاحب کے مقلد بن بیٹھے۔ آپ کا مقدس رسول پولوس کہتا ہے سب باتوں کو پرکھو۔ بہتر کو اختیار کرو ۱ تھسلو ۵/۲۱ پس کسی عقیدے کو تقلیدًا ماننا ٹھیک نہیں ذاتی تحقیقات ضروری ہے۔ اور بیرک ... وہ ہوا ... پنے تئیں اس کام کے سبب جسے وہ مناسب جان کے کرتا ہے ملامت نکرے رومیوں ۱۴/۲۲! دیکھو بریا کے لوگوں کی کیوں تعریف کی گئی۔ صرف اس لئے۔ کہ یہ لوگ تھسلونیکے کے یہودیوں سے نیک ذات تھے۔ کیونکہ انہوں نے بڑے شوق سے کلام کو قبول کیا تھا۔ اور روز بروز کتاب مقدس میں تحقیق کرتے تھے کہ آیا یہ باتیں اسی طرح ہیں؟ اعمال ۱۷/۱۱

پس چاہئے تو یہ تھا۔ کہ آپ خود تحقیقات کر کے مجھے لکھتے مگر آپنے صرف ایک پادری صاحب کے قول ہی کو پڑھکر آپ ہی آپ یقین کر لیا۔ اور مجھے بھی سمجھانے لگے اخیر ہم آپکو واضح طور سے سمجھاتے ہیں۔ کہ عہد عتیق میں اس مسئلہ تثلیث کا ذکر تک نہیں۔ اور اس امر کو بڑے بڑے تثلیثی علمائنے بھی تسلیم کیا ہے۔ مگر پہلے عہد عتیق کے مندرجہ ذیل مقام دیکھو۔ خدا ازلی ہے زبور ۹۰/۲ پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئی۔ اور زمین اور دنیا کو تو نے بنایا۔ ازل سے ابد تک تو ہی ہے۔ زبور ۹۳/۲ تو تو ازل سے ہے۔ بے مثل اور لاشریک ہے یسعیاہ ۴۶/۹و۵۔ تم مجھے کس سے تشبیہ دوگے اور مجھے کس کی مانند کہوگے۔ اور مجھے کس سے ملاؤ گے تاکہ ہم یکساں ٹھہریں۔ میں خدا ہوں مجھ سا کوئی نہیں۔ استثنا ۳۲/۳۹۔ اب دیکھو کہ میں ہاں میں ہی وہ ہوں۔ اور کوئی معبود میرے ساتھ نہیں۔ وہی خالق کائنات ہے۔ پیدائش ۱/۱ ابتدا میں خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔ علاوہ اس کے زبور ۳۳/۶ یسعیاہ ۴۰/۸۔ خدا بے حد ہے۔ اور حاضر ناظر ہے۔ کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کرے دیکھ آسمان اور آسمانوں کے آسمان تیری گنجائش نہیں رکھتے ۱ سلا ۸/۲۷ اور برمیاہ ۲۳/۲۴ کیا آسمان اور زمین مجھ سے بھرے نہیں۔ خداوند کہتا ہے۔

موسوی شریعت کے احکام عشرہ کا پہلا حکم یہی ہے۔ سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے استثنا ۶/۴ و ۵ چونکہ مسیح یسوع بھی بموجب متی ۵/۱۷ ولوقا ۲۴/۲۵ تا ۲۷ و متی ۲۳/۲ کے تورات اور صحف الانبیا کے مصدق تھے۔ اس لئے آپنے فرمایا کہ سب حکموں میں اول یہی حکم ہے۔ اے اسرائیل سن۔ وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے۔ ایک ہی خداوند ہے مرقس ۱۲/۲۹۔ پولوس رسول جیسا جید عالم جو یہودیوں کے فریسی فرقہ کے معزز اور جلیل القدر مستند عالم گملی ایل کا شاگرد تھا۔ اعمال ۲۲/۳ اور مسیح کا پیارا رسول تھا۔ پکار کر کہتا ہے۔ ہمارا ایک خدا ہے۔ جو باپ ہے۔ اور ایک خداوند ہے جو یسوع مسیح ہے۔ ۱ قرنتھی ۸/۶ پھر پولوس اپنے پیارے تمطاؤس کو یہ کہتا ہے۔ جو صحیح باتیں تو نے مجھ سے سنیں۔ ان کا خاکہ یاد رکھ ۲ تمطاؤس ۱/۱۳ اور نیز آپ ۶/۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے ظہور تک اس حکم کو بے داغ اور بے الزام رکھ آیت ۱/۱۴

بھلا غور کرو۔ وہ صحیح باتیں کیا چیز تھیں۔ پس جان لو کہ وہ وحدت الٰہی ہی تھی جس کا ذکر وہ اپنے خط ۱ قرنتھی ۸/۶ میں واضح طور سے کر چکا ہے۔ ہاں بے شک وہ یہی حکم تھا۔ کہ سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے۔ جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے۔ افسی ۴/۶ آیت۔

پس ہم نے تو اپنے قول کی تائید میں عہد عتیق کے متعدد حوالجات سے ثابت کر دیا۔ کہ پرانے عہد نامہ میں خالص توحید کی تعلیم ہے۔ اور مسیح یسوع اور رسولوں کا عقیدہ بھی یہی تھا۔ آپکو حق ہے۔ کہ ہمارے بالمقابل دکھائیں۔ جن سے تثلیث فے التوحید ثابت ہو سکے۔

رہا یہ امر۔ کہ الفاظ۔ خداوند اور الوہیم پر غور کرو۔ اس کی نسبت میں عرض کر دوں۔ کہ میں آپ کے سمجھانے سے بہت پہلے ان الفاظ پر غور کر چکا ہوں۔ آپ ناحق بائیبل کی کتب کی اصل زبان مجھے دکھاتے ہیں۔ میں عرض کئے دیتا ہوں۔ اصل زبان کا میں عالم تو نہیں مگر بفضل خدا اتنا دعوے سے کہونگا۔ کہ میرے تبدیل مذہب کی بنیاد ایک محکم چٹان پر ہے۔ اس لئے آپ کی شرط پوری کرتا ہوں ۱ لفظ خداوند۔ یونانی میں (κύριος) کیوریس یا کیوری یاس بھی درست تلفظ ہے۔ یہ لفظ خدا اور انسان اور مسیح پر بولا گیا ہے۔ مجرد اس لفظ کو الوہیت سے کوئی مناسبت نہیں۔ کیونکہ ہر خادم اپنے آقا کو اور ہر شاگرد اپنے استاد کو خداوند کہہ سکتا ہے۔ دیکھو متی ۱۸/۲۶ و اعمال ۲۵/۲۶ و مکاشفہ ۷/۱۴ عبرانی میں ادون جس کا ترجمہ خداوند ہے۔ انگریزی میں اسی لفظ ادون کا ترجمہ ... میں LORD (لارڈ) دیکھو زبور ۱۱۰/۱ یعنی خداوند۔ اور آپ یہ تو جانتے ہی ہیں۔ کہ دہلی کے بشپ لارڈ بشپ کہلاتے ہیں

اور اگر آپ الوہائی لارڈ کہدیں۔ تو اس سے ان کی الوہیت ثابت نہیں ہوگی۔ پس بہر حال یہ لفظ خداوندی یا صاحبی کے معنی دیتا ہے۔

۲۔ لفظ خدا۔ یونانی میں θεος۔ اس کے پہلے اگر حرف تعریف ὁ لگادیں۔ تو یہ لفظ تھے آس یا تھیوس ὁ θεος خدا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن بجز حرف تعریف یعنی (ὁ) کے یہ لفظ یونانی لوگ دیوتا یا مہاتما بزرگ کے واسطے بھی استعمال کرتے تھے۔ لیکن بائبل میں بعض اوقات یہ لفظ اپنی پوری ہیبت میں مخلوق پر بھی مستعمل ہوا ہے۔ جیسے ۲ کر ۴/۴ میں یہ لفظ بخیال اہل تثلیث کے شیطان پر بولا گیا ہے۔ ایسی صورت میں موقع استعمال کو نگاہ رکھنا پڑیگا۔

۳۔ الوہیم۔ لفظ الوہیم جمع ہے۔ الوہ اور ایل۔ اور یہ جمع تعظیمی ہے۔ بائبل میں یہ لفظ خدا کے علاوہ دروں پر بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ سامی قوموں کے باپ دادوں میں خدا کے سب سے قدیم ناموں میں سے ایک ایل تھا۔ اس کے معنے قوی۔ مضبوط ہیں۔ بابل کے کتبوں میں الو کر کے آیا ہے۔ اور لفظ بابل میں بھی یہی ہے۔ یعنی دروازہ یا مندر ایل۔ عبرانی میں یہ اپنے عام معنے قوی یا بہادر کے دیتا ہے۔ جیسے بیت ایل وغیرہ۔ عبرانی بائبل میں لفظ الوہیم ۲۵۵۵ دفعہ آیا ہے جس میں سے ۲۴۵ آیات میں اس لفظ کا استعمال سوائے خداوند کے دوسروں کیلئے مجازاً ہوا ہے۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر دیکھو موسیٰ (خروج ۴/۱۶ و ۷/۱) صموئیل کی روح (۱ صموئیل ۲۸/۱۳) قاضی لوگ (خروج ۲۱/۶ و ۲۲/۸ و ۹ و ۲۸) دوسرے بادشاہ اور حاکم (زبور ۸۲/۶) مجازاً الوہیم کہے گئے ہیں۔ اسی طرح لفظ ایل کا بھی ۲۲۲ مقامات میں سے اٹھارہ بار مجازی استعمال ہوا ہے یشعیاہ ۹/۶ میں اہل تثلیث نے اس کا ترجمہ خدا لکھا ہے۔ مگر حزقی ایل ۳۱/۱۱ و ۳۲/۲۱ جب یہ لفظ بنوکدنضر کے واسطے آیا۔ تو نیا الفوٗ اس کا ترجمہ زبردست۔ زورآور کر دیا۔

اب میں اپنے دوست کے سوال کے ہر ایک پہلو پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ لیکن چونکہ آپنے صرف ایک پادری صاحب کے قول کو ... نے لئے اور نیز سرے سے لئے

حجت گردانتا ہے۔ اس لئے بندہ بھی اسی طرح کی ایک حجت قائم کئے دیتا ہے۔

پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب مفتاح الاسرار میں لکھتے ہیں۔ تثلیث کی تعلیم تورات میں اشارہ کے طور پر ذکر ہوئی اور پھر لکھتے ہیں۔ چونکہ یہودی انجیل کے معتقد نہیں۔ اسی سبب سے یہ راز (تثلیث شریف) ان پر پوشیدہ ہے صفحہ ۵۲ دیکھئے کیبب صاحب نے لکھا تھا کہ پرانا عہدنامہ تثلیث کی تعلیم سے پُر اور مالامال ہے۔ مگر فنڈر صاحب محقق اس کی تردید کرتے ہیں۔ کہئے اب آپ کیا کرینگے؟

ہاں! ہم یہ بھی ضرور بتائینگے۔ کہ بائبل کی کل کتب سے تو تثلیث کو ذرا بھی سہارا نہیں مل سکتا جب تک کہ توحیدی فرق زندہ ہے۔ لیکن یہ امر بالکل صحیح اور درست ہے کہ مسیحیوں میں تثلیث یونان سے آئی ہے۔ چنانچہ الفاظ کانگس اور میاکس جن کے معنے بخیال مشہور عالم علوم مشرقی۔ ڈی کوراس۔ سلام تین پاکوں پر۔ اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔ اور قدیم زمانے میں تو مصر تبت وغیرہ میں تثلیث کا ہی دور دورہ رہا ہے ہندوستان میں بھی تریموتی رائج ہے۔ لہذا آپ کی تثلیث بھی پورانے یونانیوں اور مصریوں والی تثلیث ہے جس کی اصلیت تو قائم ہے۔ مگر ہیبت میں فرق آگیا ہے۔ فقط۔ آپ کا خیرخواہ۔

عبدالخالق نومسلم از قادیان

ضروری تصریح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الفضل جلد ۳ نمبر ۲۵ میں خاکسار کا جو مضمون بعنوان "نبوت مسیح موعود کا اقرار مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے" شائع ہوا۔ اس کی نسبت اب معلوم ہوا ہے کہ ریویو کا مضمون انبیاء عالم جس کا اقتباس خاکسار کے مذکورہ بالا مضمون میں بطور حجت پیش کیا گیا ہے وہ مولوی شیر علی صاحب کا مرقومہ ہے۔ تاہم مولوی محمد علی صاحب پر بھی ضرور ایک حجت ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان کے یا سلسلہ کے اصول وعقائد کے خلاف تھا تو مولوی محمد علی نے جو اس وقت ریویو کے اڈیٹر تھے۔ اور اسی لئے جملہ مضامین رسالہ کے ذمہ دار۔ اسکو شائع کیوں کیا؟ اور اگر شائع ہو ہی گیا تھا۔ تو بعد میں اس کی تردید کیوں نہ کی؟ جس کے یہ معنی ہیں کہ مولویصاحب کو بھی اس مضمون سے اتفاق کلی تھا۔ نیز خواجہ کمال الدین پر حجت ہے۔ جنہوں نے حلفیہ شہادتیں احمدیہ جماعت کے بعض ممبروں سے طلب کی ہیں۔ خواجہ صاحب ۱۹۱۰ء میں ہندوستان میں موجود تھے۔ اور یہ مضمون یقیناً انکی نظر سے گذرا لیکن وہ بھی ساکت رہے۔ اور تردید شائع نہیں کی۔ پھر اب کس منہ سے وہ یا انکے ہمخیال حضرت اقدس کی نبوت سے انکار کرتے ہیں؟ والسلام

خاکسار حامد۔ احمدی از ہیرہ۔

"وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ"

نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں

حضرت مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے پر ایک اور زبردست ثبوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرماتا ہے النبی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھتھم جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہوتی ہیں۔ پس یہ نص صریح بھی ہمارے آقا حضرت سید الخلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی ہونے پر قطعی طور سے دلالت کر رہی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کی بیوی "ام المومنین" کے پاک لقب سے ملقب ہیں۔ اور آج اگر تعصب اور ضد نے غیر مبائعین کو اندھا نہیں کر دیا۔ تو ضرور ہے۔ کہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اس وقت سے پہلے جس وقت انہوں نے مسیح موعود کی نبوت سے انکار وارتداد اختیار کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زوجہ مطہرہ کو ام المومنین کے مبارک نام سے موسوم کرتے رہے ہیں۔ اور یہی ایک زبردست ثبوت اس امر کا ہے کہ پیغام پارٹی اپنے ارتداد سے پہلے پہلے حضرت مسیح موعود کو واقعی نبی اللہ یقین کرتی تھی۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو سنہ ۱۹۱۴ء تک علاوہ حلفیہ شہادتوں کے کہ مسیح موعود کو اس زمانہ کے

نبی اور رسول اور سنجی ہیں۔ حضرت مائی صاحبہ کو ام المومنین کے نام سے بار بار مخاطب کرتے رہتے تھے۔ اور وہ اپنے ہر بار کے ایسا کہنے سے گویا اس بات کا کافی ثبوت مہیا کرتے رہتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ واقعی **نبی اللہ** ہیں ہو سکتا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں اور اپنے ارتداد سے پہلے پہلے لوگ منافقت سے ایسا کہتے رہے ہوں۔ لیکن اس بات سے ہرگز ہرگز انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ رئیس میگزین اور دیگر پیامی فتنہ کے بڑے بڑے سرغنوں نے حضرت مائی صاحبہ کو حضرت ام المومنین کے پاک اسم کے سوا کسی اور نام سے شاید ہی مخاطب کیا ہو۔ الغرض منجملہ ہزارہا زبردست اور بین ثبوتوں کے حضرت مائی صاحبہ کو ام المومنین کے پاک لقب سے بار بار بتکرار ذکر کرنا بھی ایک زبردست ثبوت اس امر کا ہے کہ حضرت مسیح موعود واقعی نبی اور رسول تھے اور یہ کہ آپکے نبی اور رسول ہونے سے انکار کرنا گویا قرآن شریف کی تکذیب کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت کا اس مقابل سے بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ کبھی کسی **نبی** کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ام المومنین کیوں کہتے ہو۔ پوچھنا چاہیئے۔ کہ تم بتاؤ۔ جو مسیح موعودؑ تمہارے ذہن میں ہے۔ اور جسے تم سمجھتے ہو۔ کہ وہ آگر نکاح بھی کریگا۔ کیا اس کی بیوی کو تم ام المومنین کہو گے یا نہیں،،

مسلم میں تو مسیح موعودؑ کو **نبی** ہی کہا گیا ہے اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنین کی مائیں قرار دیا ہے × × × × × × × × × × × ×

پس جن لوگوں نے مسیح موعودؑ کو شناخت کر لیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے موافق اس کی شان کو مان لیا ہے۔ ان کا ایمان تو خود بخود انہیں اس بات کے ماننے پر مجبور کریگا۔ جو آج اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ہوتے۔ تب بھی اعتراض کرنے سے باز نہ رہتے"

الحکم جلد ۵ نمبر ۳۹ صہ ا مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء

مندرجہ بالا کلمات نبویہ سے پانچ باتوں کا ثبوت ملتا ہے

(اول) یہ کہ حضرت مسیح موعود کی بیوی کو ام المومنین کہنا تمام کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا

(دوئم) یہ کہ مسلم میں مسیح موعود کو **نبی** کہا گیا ہے۔

(سوم) یہ کہ مسیح موعودؑ کو جو **مسلم** میں **نبی** کہا گیا ہے۔ وہ آپ کو شرعی اور اسلامی اصطلاح میں نبی کہا گیا ہے۔ کیونکہ آپ مسلم میں نبی کہلوانے سے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ نبوت کی اس شان میں بھی شریک ٹھہرتے ہیں۔ جس سے کہ قرآن کے اصول کے مطابق انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین قرار دیا گیا ہے یعنی جیسے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ازواج کو ان کی نبوت کی وجہ سے امہات المومنین قرار دیا گیا ہے۔ بعینہ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی بیوی کو بھی آپ کی نبوت کی وجہ سے ام المومنین قرار دیا گیا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیوی کو ام المومنین قرار دینا حضرت مسیح موعود کو انبیاء علیہم السلام کے زمرہ میں داخل سمجھنا اور من حیثت النبوت آپکو ویسا ہی نبی ماننا ہے جیسے کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام تھے۔

(چہارم) یہ کہ رسول اللہ (صلعم) کے فرمودہ کے مطابق مسیح موعودؑ کو نبی ماننے والے اور آپکے فرمودہ کے موافق آپکو آپ کی صحیح شان یعنی نبوت میں ماننے والے اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زوجہ مطہرہ کو ام المومنین کے پاک نام کا مصداق یقین کریں۔

(پنجم) یہ کہ اگر حضرت مسیح موعود کو نبی اور آپ کی اس شان نبوت کے متقاضی حضرت مائی صاحبہ کو ام المومنین یقین نہ کیا جاوے۔ تو ایسا کرنا گویا رسول اللہ (صلعم) کی ازواج مطہرات کے امہات المومنین ہونے سے بھی انکار کرنا ہے۔

اب خدارا سب لوگ سوچیں! اور دیکھیں۔ کہ مندرجہ بالا حوالہ کے رو سے شرعی اصطلاح میں مسیح موعودؑ کا **نبی اللہ** ہونا کس قدر صریح طور سے ثابت ہو رہا ہے۔ اور جو لوگ حضرت مسیح موعود کو غیر نبی ثابت کے لئے نصوص صریحہ قرآنیہ و حدیثیہ کا کچھ بھی پاس نہیں کرتے اور تمام دنیا کے متفقہ عقیدہ کے برخلاف مسیح موعودؑ کو غیر نبی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں"

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے

۱۳- اگست کو فرمایا

یہ خطبہ نہایت شاندار اور نہایت پرزور و موثر الفاظ میں تھا افسوس الفضل کے خطبہ نویس منشی غلام نبی صاحب بلانوی بوجہ علالت اسوقت موجود نہ تھے اس وجہ سے حسب معمول لفظ بلفظہ لکھا جا سکا پس خطبہ ہذا اصل کلمات طیبات کے بعض حصص کا اقتباس ہے جس اور اقتباس میں بھی بہ الکحضرت صاحب کے الفاظ تو کجا ان کا مفہوم بھی مناسب الفاظ میں قلمبند نہ ہو سکا۔ بہر حال بمصداق "مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ" جو کچھ ہو سکا ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ مزید افسوس اس بات کا ہے کہ ہم یہ خطبہ بچند وجوہ معذوری قبل ازیں درج اخبار نہ کر سکے (ایڈیٹر)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں دو عیدیں نصیب ہوئی ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسری جمعہ کی عید۔ دونوں نمازوں کے ساتھ خطبے بھی ہیں عید سے بعد خطبہ ہے اور جمعہ سے پہلے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طرز عمل تھا۔ میری عادت ہے۔ کہ میں تقریر کرنے کے لئے آتا ہوں۔ تو کوئی مضمون سوچکر نہیں آتا۔ بلکہ اس وقت جو خدا تعالیٰ دل میں ڈالدیتا ہے وہی سنا دیتا ہوں۔ ابھی ایک شخص نے مجھے کہا کہ کچھ غیر مبائعین عید و جمعہ کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں انکے متعلق کچھ کہدوں۔

ہم تو صرف بڑے آدمیوں ہی کو نہیں بلکہ ایک ضعیف غریب اور ناکارہ سے ناکارہ انسان کو بھی جو نہایت ہی بدترین مخلوق سمجھا جاتا ہو سمجھانے کیلئے تیار ہیں۔ بلکہ وہ غریب ایک متکبر بادشاہ سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی باتوں پر زیادہ

غور و فکر کرتا ہے۔ بہر حال میں اللہ کے لئے سُناتا ہوں۔ اگر غیر مبائعین فائدہ نہ اٹھائیں تو ممکن ہے کہ اور ہی فائدہ اٹھائے اور ہدایت پائے۔ حقیقت میں ہدایت دینا تو خدا ہی کا کام ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ کے متعلق بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے لست علیھم بمصیطر۔ کہ تو ان پر داروغہ نہیں تیرا کام تو سنا دینا ہے۔ منوانا نہ منوانا خدا کا کام ہے اس طرح خلافت کے متعلق مجھے تعجب آتا ہے کہ خلافت کے لئے کس بات کا جھگڑا ہے کیا یہ کوئی سیاست کا نزاع ہے۔ کوئی ایسی چیز میری تو سمجھ میں نہیں آتی جھگڑے یا تو عقائد پر ہوتے ہیں یا شریعت پر کہ خدا کا فلاں حکم یوں ہے اور یوں کرنا چاہیئے۔ پھر جھگڑے ملکوں پر ہوتے ہیں مال و دولت پر ہوتے۔ مکانات پر اور مختلف اشیاء پر جھگڑے ہوتے ہیں دیکھو جیسے فرانس جرمن بلجیم۔ آسٹریا۔ یہ سب ملکوں کے لئے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ لیکن خلافت کسی ملک کا نام نہیں۔ خلافت کوئی مال کی تھیلی نہیں خلافت کوئی کھانے پینے کی چیز نہیں۔ خلافت کی دو ہی اغراض ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ جماعت پراگندہ نہ ہو۔ جماعت کو تفرقہ سے بچایا جائے اور انکو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ یہی تفرقہ کو مٹانے پراگندگی کو دور کرتے کے لئے ایک خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز اس سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ جماعت کی طاقت متفرق طور پر رائیگان نہ جائے۔ بلکہ انکو ایک مرکز پر جمع کر کے ان کی قوت کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔

اب ایک فریق کہتا ہے کہ آیت استخلاف کے ماتحت خلافت ضروری ہے۔ اور ایک کہتا ہے کہ خلافت ضروری نہیں۔ فیصلہ کے لئے ایک آسان راہ یہ ہو سکتی ہے کہ ہر شخص یہ سوچ لے کہ جو کام میں کرتا ہوں جماعت کے لئے کس قدر مفید ہے اور کس قدر مضر۔ اگر اس کام کے کرنے سے جماعت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو کرے ورنہ اسے چھوڑ دے۔ اب دیکھو کہ جماعت کا کثیر حصہ خلافت کے وجود کو جماعت کے رفع تفرقہ کے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ اور دوسرا فریق اسے غیر ضروری خیال کرتا ہے بحثوں کا فیصلہ تو کبھی ہو نہیں سکتا دیکھو خدا کی ہستی پر اس میں اختلاف ہے پھر اس کے صفات میں اختلاف ہے۔ ملائکہ کا وجود ہے اختلاف اس میں بھی تو موجود ہے۔ اختلاف تو رہیگا اب دونوں فریق میں سے کس کا فرض ہے کہ اپنی ضد اور ہٹ کو چھوڑ دے۔ اگر فریق مخالف یہ کہے کہ خلافت ثابت نہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کے خلاف بھی تو ثابت نہیں۔ خلافت کو ماننے والے اگر خلافت کو چھوڑ دیں تو خدا کے نزدیک مجرم ہیں۔ کیونکہ وہ آیت استخلاف کے ماتحت خلافت کو مانتے ہیں مگر خلافت کا ہونا یا نہ ہونا یکساں سمجھنے والے اگر اتفاق کے لئے خلافت کو مان لیں تو جماعت سے وہ تفرقہ مٹ سکتا ہے جس کی وجہ سے اتنا فتور پڑ رہا ہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ کی وفات کے روز مولوی محمد علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میاں صاحب آپ ایثار کریں۔ میں نے کہا کیا خلافت کا ہونا گناہ ہے تو وہ کہنے لگے نہیں جائز ہے۔ میں نے کہا میرے نزدیک ضروری اور واجب ہے۔ اب جب وہ دونوں گروہ ایک بات پر قائم ہیں۔ ایک کے نزدیک فعل اور عدم فعل برابر ہے اور دوسرے کے نزدیک واجب تو اس فریق کو جو جواز کا قائل ہے چاہیئے کہ وہ اپنی ضد کو چھوڑ دے خدا تعالےٰ ضرور اس سے پوچھیگا کہ جب ایک فعل کا کرنا اور نہ کرنا تمہارے نزدیک برابر تھا تو تم نے کیوں اپنی ضد کو نہ چھوڑا پس اس فریق کو خدا کے حضور جواب دینا پڑیگا۔

پھر میں بتاتا ہوں کہ اسلام نے جتنی اس زمانہ میں ترقی کی ہے جب کہ اس کے ماننے والے ایک خلیفہ کے ماتحت تھے۔ اتنی پھر کسی زمانے میں نہیں کی حضرت عثمانؓ و علیؓ کے زمانے کے بعد کوئی بتا سکتا ہے کہ پھر بنی عباس کے زمانہ میں بھی ترقی ہوئی جس وقت خلافتیں پراگندہ ہو گئیں اسی وقت سے ترقی رک گئی جو لوگ خلیفہ کے متعلق مامور غیر مامور کی بحث شروع کر دیتے ہیں اپنے گھر ہی میں غور کریں کہ کیا ایک شخص کے بغیر گھر کا انتظام قائم رہ سکتا ہے؟ یورپ کے کسی مصنف نے ایک ناول لکھا ہے۔ جس میں اس نے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں خوب خاکہ اڑایا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ دو لڑکیوں نے اپنے باپ کے اس اصول کو حجت قرار دیکر کہ مرد عورتوں کے حقوق و فرائض یکساں ہیں۔ اور گھر کا ایک واجب الاطاعت سردھرا ہونیکی ضرورت نہیں اپنے اپنے دلپسند مشاغل میں مصروف رہ کر اور انتظام خانہ داری میں اپنی خودسری سے ابتری ڈالکر باپ کو ایسا تنگ کیا کہ اسی کو معافی مانگی پڑی الغرض ایک مرکز اور ایک امام کے بغیر کبھی کام نہیں ہو سکتا جنگ میں بھی ایک آفیسر کے ماتحت فرمان برداری کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر کوئی ذرا نافرمانی کرے تو فوراً گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔ بعض وقت آفیسر غلطی سے حکم دیدیتے ہیں تو بھی فوج کو ماننا پڑتا ہے اسلامی شریعت نے مسلمانوں کو بتایا کہ اگر امام بھول جائے اور بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھ لے تو تم بھی اس کے ساتھ چار ہی رکعت ادا کرو اور اگر وہ چار کی بجائے پانچ پڑھ لے تو تم بھی اس کی اتباع کرو۔ حالانکہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لاتا پھر امام کا اتنا ادب ملحوظ رکھا کہ اسکو غلطی پر ٹوکنے کے بجائے سبحان اللہ کا کلمہ سکھایا جس کے معنے یہ کہ سہو و خطا سے پاک تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہو سکتی ہے پھر یہ بات کہ غیر مامور خلیفہ غلطی کر سکتا ہے۔ لہٰذا اس کی یا اس کا حکم ماننے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیا خطرناک خیال ہے در حقیقت غلطی کرنے سے پاک کوئی انسان نہیں ہو سکتا دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے ہیں کہ تم میں سے دو آدمی میرے پاس ایک فیصلہ لاتے ہیں لیکن ایک انسان زبان کی چالاکی سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لیتا ہے حالانکہ وہ حق دار نہیں ہوتا۔ پس اس طرح پرایا حق لینے والا آگ کا ٹکڑا لیتا ہے۔ جب نبی کریم فرماتے ہیں کہ میں غلطی کر سکتا ہوں تو دوسرا کون ہے جو یہ کہے کہ میں غلطی سے پاک ہوں۔ اگر ایک شخص علیحدہ نماز پڑھے اور یہ کہے کہ میں امام کے پیچھے اس لئے نماز نہیں پڑھتا کہ وہ غلطی کرتا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ اکیلا نماز پڑھے تو وہ غلطی نہیں کر سکتا جس طرح امام بتقاضاء بشریت غلطی کر سکتا ہے اسیطرح یہ وہ شخص بھی جو اکیلا نماز پڑھتا ہے غلطی سے نہیں بچ سکتا۔ پس جماعت جماعت ہے اس کے ساتھ ملکر نماز پڑھنے والا اور اکیلا پڑھنے والا دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے جو خلیفہ کی مخالفت کرتے ہیں انکو واضح رہے کہ (بقیہ دیکھو ۳ کالم)